13

احمدیت کی ترقی کے سامان۔ حال اور اس کے لوازمات کے اخراجات کا سرسری تخمینہ

(فرمودہ 20 اپریل 1945ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"گو مجھے کل سے بخار تو نہیں لیکن پیچش کی تکلیف ہے اور کھانسی بھی باقی ہے۔ اس کے باوجود مَیں جمعہ کے لئے اِس لئے آ گیا ہوں کہ دو جمعے ہو گئے میں نے قادیان میں جمعہ نہیں پڑھایا۔

مَیں نے گزشتہ ایک خطبہ میں بیان کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ پچھلے مہینہ کی بیعت جو ہے وہ بھی گزشتہ مہینوں سے زیادہ رہی ہے۔ اس مہینہ میں کچھ کمی معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ میں اِس دفعہ سفر پر رہا ہوں اور ساری دفتری ڈاک ابھی میرے سامنے نہیں آئی اس لئے ممکن ہے یہ کمی اِس وجہ سے نظر آتی ہو کہ ابھی مَیں ساری ڈاک نہیں دیکھ سکا۔ بہرحال جماعت کی ترقی کے سامان خدا تعالیٰ کے فضل سے نمایاں طور پر پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ میرے اعلان کے بعد تین فوجی لفٹیننٹوں نے بیعت کی ہے جن میں ایک انگریز بھی ہے۔ اور اس انگریز کے اخلاص کا اس سے پتہ لگتا ہے کہ مجھے بیت المال والوں نے بتایا ہے کہ اس نے دو سو روپیہ زکوٰۃ کا بھیجا ہے اور اس کے علاوہ

چندہ بھی بھیجا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیغامی لوگ جو ہمارے مقابلہ میں اپنے ذریعہ مسلمان ہونے والوں کا شور مچایا کرتے ہیں وہ کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے کہ ان کے ذریعہ ہونے والے نو مسلموں نے ایسی قربانی کا ثبوت دیا ہو اور زکوٰۃ کی عظمت رکھنے والے نو مسلم ان میں ہوں۔ اسی طرح افریقہ میں جو تبلیغ کے خاص سامان پیدا ہو رہے ہیں ان میں سے ایک خاص بات جو خوشی کا موجب ہے یہ ہے کہ لندن سے شمس صاحب کا تار آیا ہے کہ افریقہ کے ایک پیرامونٹ چیف کا لڑکا جو ولایت میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوا ہے وہ احمدی ہو گیا ہے اور اُس نے اپنے باپ کو بھی احمدیت قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اَور خوشی کی بات ہے جو میں پہلے بیان نہیں کر سکا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لندن میں ہم نے ایک اَور مکان تبلیغ کے لئے خرید لیا ہے جو ہماری مسجد کے ساتھ ملحق ہے۔ یہ مکان لندن کی عام قیمتوں کے لحاظ سے ہمیں بہت سستا مل گیا ہے کیونکہ لوگ ڈرتے ہیں کہ بموں وغیرہ کے گرنے سے نقصان نہ ہو۔ جس وقت یہ مکان خریدا گیا ہے اُس وقت بم گر رہے تھے۔ لیکن خدا کے فضل سے خریدنے کے بعد بم گرنے بند ہو گئے ہیں۔ یہ مکان اکتیس ہزار روپیہ میں آیا ہے اور نو ہزار روپیہ اِس کی مرمت پر خرچ ہو گا۔ گویا چالیس ہزار میں یہ جائیداد مل گئی ہے۔ یہ مکان مسجد کے ساتھ ہی ہے۔ درحقیقت یہ مکان اور پہلا مکان ایک ہی زمین میں بنے ہوئے تھے۔ ایک حصہ جو ہم نے مسجد کے لئے خرید لیا تھا اُس میں مکان چھوٹا تھا اور زمین زیادہ تھی اور دوسرے حصہ میں مکان زیادہ تھا اور زمین تھوڑی تھی۔ اور مکان والا متعصب آدمی تھا جو اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ میں خواہ اپنا مکان اور کسی کو دے دوں مگر احمدیوں کو ہرگز نہیں دوں گا۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے اُس کے دل سے بُغض نکال دیا اور کچھ بموں کے ڈر سے اور کچھ اِس وجہ سے کہ اُس کے لڑکے کسی دوسری جگہ چلے گئے اُس نے یہ مکان ساڑھے بائیس سَو پونڈ میں ہمارے پاس فروخت کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں اِس میں سات آٹھ مبلغ آسانی سے رہ سکتے ہیں۔ ہمارا پہلا مکان بھی سہ منزلہ ہے اور یہ بھی سہ منزلہ ہے۔ لیکن یہ ہمارے مکان سے زیادہ وسیع ہے اور اس کے کمرے زیادہ ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے لئے اس طرح نیا سامان پیدا کر دیا ہے کیونکہ اب ہمارے مبلغوں کے لئے جو وہاں جائیں گے اکٹھے رہنا آسان ہو گا۔ میں صرف

اس مکان کو نہیں دیکھتا بلکہ میری نظر اس بات پر بھی ہے کہ یہ ایک خدا تعالیٰ کا نشان ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اشارے اس کے عمل سے معلوم ہو رہے ہیں کہ وہ ہمارے جانے والے مبلغوں کے لئے جگہ بنا رہا ہے۔ ایک عرصہ تک جبکہ ہماری سکیم میں نئے مبلغ بھجوانے کا کوئی امکان نہیں تھا صاحبِ مکان مکان نہ دینے پر اڑا رہا حالانکہ اُس وقت ہم اِس سے زیادہ قیمت دینے پر تیار تھے۔ لیکن جونہی کہ ہم نے یہ سکیم تیار کی کہ انگلستان میں پانچ چھ مبلغ بھیجے جائیں وہ شخص اپنا مکان پہلی پیش کردہ قیمتوں سے کم قیمت پر دینے پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ اِس مکان کا سَودا ہو چکا ہے، قیمت کا کچھ حصہ ادا کیا جا چکا ہے۔ اور باقی حصہ چند دنوں تک ادا کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد میں اُس ہال کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کی تحریک پہلے کسی سوچی ہوئی تجویز کے مطابق نہیں تھی بلکہ مجلس شوریٰ میں پیش ہونے والی تجویز کے سلسلہ میں تھی۔ جن لوگوں نے وہ نظارہ دیکھا ہے غالباً وہ اب تک مزا اٹھا رہے ہوں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے مجلس شوریٰ کے موقع پر جماعت کے دلوں میں جوش اور اخلاص پیدا کر دیا کہ اِس غرض کے لئے اُس وقت جو اندازہ کیا گیا تھا اس سے بھی زیادہ چندہ نقد اور وعدوں کی صورت میں جمع ہو گیا۔ اور ابھی باہر سے اَور لوگوں کی طرف سے بھی چندے آ رہے ہیں اور یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ وہی لوگ اس ثواب میں شامل ہوں جو اُس موقع پر حاضر تھے اور ہم شامل نہ ہوں؟ اِس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہر شخص جو ایسے موقع پر جاتا ہے قربانی کر کے جاتا ہے اور جو قربانی کر کے جاتا ہے یقیناً اُس کو دوسروں کی نسبت ثواب کا زیادہ موقع ملتا ہے اس لئے یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم نے کوئی اعلان نہیں کیا کہ آئندہ اس بارہ میں چندہ نہیں لیا جائے گا۔ جماعت کا ہر فرد جو اِس مد میں چندہ لکھوانا چاہے وہ لکھوا سکتا ہے اور پانچ سال کے عرصہ میں ادا کر سکتا ہے۔ اگر جلدی ادا کر دے تو زیادہ اچھا ہے ورنہ پانچ سال کے اندر کسی وقت یا قسط وار ادا کر سکتا ہے۔ جو تحریک مجلس شوریٰ کے موقع پر کی گئی تھی وہ تحریک ایک وقتی اندازے کے مطابق کی گئی تھی اور اس میں کام کا ایک بڑا حصہ نظر انداز ہو گیا تھا یعنی میں نے شیڈ کا اندازہ لگایا تھا۔ لیکن بعد میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ خالی شیڈ (Shed) سے اس قسم کی جلسہ گاہ کا کام نہیں لیا جا سکتا جس میں ایک لاکھ آدمی

بیٹھ سکیں۔ کیونکہ جس جگہ ایک لاکھ آدمیوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا جائے گا اُس جگہ کو ایسے رنگ میں بنایا جائے گا کہ ہر ایک شخص تک آواز پہنچ سکے۔ اس کے لئے بہترین طریقہ وہی ہے جو اٹلی وغیرہ میں رائج ہے جس کو غالباً ایمفی تھیٹر (Amphitheatre) 1 کہتے ہیں۔ یہ اس رنگ میں ہوتا ہے کہ لیکچرار کے کھڑے ہونے کی جگہ کے پاس سے ہی عمارت شروع ہو جاتی ہے اور سیڑھیاں نیچے سے اوپر چڑھتی چلی جاتی ہیں۔ جیسے ہماری جلسہ گاہ میں گیلریاں ہوتی ہیں اسی طرح یہ سیڑھیاں ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہوتا ہے کہ ہماری جلسہ گاہ میں گیلریاں کناروں پر جا کر شروع ہوتی ہیں لیکن یہ سیڑھیاں لیکچرار کے کھڑے ہونے کی جگہ کے پاس سے ہی اٹھائی جانی شروع ہو جاتی ہیں اور ہر پچھلی سیڑھی پہلی سیڑھی سے بلند ہوتی چلی جاتی ہے۔ جہاں تک عام اندازہ ہے اگر ایک آدمی کے بیٹھنے کے لئے تین فٹ جگہ رکھی جائے تو ایک لاکھ آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے تین لاکھ فٹ جگہ کی ضرورت ہے۔ تین لاکھ فٹ جگہ کے معنے یہ بنتے ہیں کہ اگر گیلریوں کی جگہ پختہ نہ بنائیں بلکہ لکڑی کی گَیلیاں 2 لگائی جائیں تو اگرچہ مَیں انجینئر تو نہیں ہوں لیکن اس کے متعلق مَیں نے موٹا اندازہ لگایا ہے کہ اس پر چھبیس ستائیس ہزار گَیلیاں لگیں گی۔ اگر لکڑی کی گَیلیاں لگائی جائیں جو پچیس تیس سال تک کام دیں گی تو اُس وقت کی قیمتوں کے لحاظ سے تو نہیں۔ جنگ سے پہلے جو قیمتیں تھیں اُن قیمتوں کے لحاظ سے چھبیس ستائیس ہزار چِیل کی گَیلیوں پر دو لاکھ روپیہ خرچ ہو گا اور ان گَیلیوں کے رکھنے کے لئے لوہے کے گارڈروں پر تین لاکھ روپے کا اندازہ ہے۔ اور دو لاکھ روپیہ کم از کم چھت پر خرچ ہو گا۔ یہ سات لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ اور چونکہ اندازہ میں غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں ایک لاکھ روپیہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے رکھیں تو کم سے کم آٹھ لاکھ روپیہ میں یہ عمارت بنے گی۔ اور اگر پختہ یعنی اینٹوں اور سیمنٹ کی عمارت بنائی جائے جو کئی سَو سال تک کام دے تو ایسی عمارت پر پچیس لاکھ روپیہ صَرف کرنا ہو گا۔ اتنی بڑی جگہ دس ایکڑ زمین میں بنے گی۔ اور دس ایکڑ زمین میں اِس قسم کی سیڑھیاں بناتے چلے جانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر پچھلی اونچائی پچاس فٹ اور اگلی ڈیڑھ فٹ ہو تو دس ایکڑ زمین میں پچیس فٹ اونچی دیواریں ایک دوسرے کے ساتھ لگی ہوئی اٹھائی جائیں۔ یہ عمارت ہمارے سکول اور بورڈنگ دونوں کے مجموعے سے کوئی دو سَو گنے بڑی ہو جاتی ہے۔

پس اگر پکی عمارت یعنی اینٹوں اور سیمنٹ وغیرہ سے جلسہ گاہ بنائی جائے تو کم سے کم پچیس لاکھ میں بنے گی اور اگر لکڑی کی گیلیاں یا لوہے کی تختیاں وغیرہ لگائی جائیں تو وہ آٹھ لاکھ روپیہ میں بنے گی۔ پس جو لوگ شوریٰ کے موقع پر اس تحریک میں شامل نہیں ہو سکے ان کے لئے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور پھر پانچ سال کا لمبا عرصہ ہے اس میں وہ سہولت کے ساتھ اس رقم کو پورا کر سکتے ہیں اور جماعت کے کسی فرد کے لئے بھی امکان نہیں کہ وہ اس تحریک میں شامل ہونے سے محروم رہ جائے بلکہ ہر فرد شوق سے اس میں حصہ لے سکتا ہے۔

لیکن ایک اَور بات جس کو اُس وقت میں نے پیش نہیں کیا تھا لیکن اس کے بغیر یہ سکیم نامکمل رہ جاتی ہے اور جس کی وجہ سے جلسہ گاہ کے علاوہ بھی ابھی بہت سے روپے کی ضرورت ہے اتنے روپے کی کہ شاید جماعت کی موجودہ حالت کے لحاظ سے لوگ سمجھیں کہ جماعت کے لئے اتنا روپیہ جمع کرنا بہت بڑا بار ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ہال کی تجویز فرمائی تھی تو اس قسم کا ہال تیار کرنے سے آپ کا اصل مقصد یہی تھا کہ اسلام کو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے روشناس کرایا جائے۔ اور اُس وقت کے لحاظ سے آپ نے سمجھا تھا کہ ایک سَو آدمیوں کے لئے ہال بنانا بڑی بات ہے۔ لیکن آج ہمارے حوصلے خدا کے فضل سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہم کہتے ہیں سَو کیا لاکھ آدمیوں کا ہال بناؤ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس ہال کے ذریعہ سے دنیا بھر کو اسلام سے روشناس کرا سکیں گے؟ ہال تو بن گیا لیکن اس ہال کی جو غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی کیا ہم اس غرض کو پورا کرنے کیلئے ہر مذہب کے ایک لاکھ آدمیوں کو دعوت دے کر ان کو یہاں بلانے میں بھی کامیاب ہو سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ حیثیت ایسی نہیں کہ ایک لاکھ تو کُجا دس ہزار آدمیوں کو بھی یہاں بلانے میں کامیاب ہو سکیں۔ جو اپنے مذہب اور اپنی قوم میں اہمیت اور اثر و رسوخ رکھتے ہوں۔ ہمارے جلسہ سالانہ پر دو تین سو غیر مذاہب کا آدمی باہر سے آجاتا ہے۔ لیکن ان دو تین سو میں سے ہر ایک کی حالت ایسی نہیں ہوتی کہ وہ اپنی قوم اور اپنے مذہب میں اثر و رسوخ رکھتا ہو۔ وہ جو اثر و رسوخ والے ہوتے ہیں ان کی تعداد دس بیس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ پس ہماری موجودہ حالت کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ اگر ہم

کوشش کریں تو یہ کر سکتے ہیں کہ ایسے سو آدمیوں کو جمع کر لیں مگر ہم ہال بنا رہے ہیں لاکھ آدمیوں کا۔ ظاہر ہے کہ اس میں زیادہ تر ہماری اپنی جماعت کے لوگ ہی آئیں گے۔ مگر کیا احمدیوں کے سن لینے سے اسلام ساری دنیا میں روشناس ہو جائے گا؟ پس اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے بعد ہمیں ایسی صورت سوچنی چاہیے کہ جس سے ہم اس ہال کو اسلام کی تبلیغ کا مرکز بنا دیں۔ اس کے متعلق میں نے جو تجویز سوچی ہے وہ یہ ہے کہ ہم جہاں یہ ہال بنائیں اُس کے ساتھ ایک بہت بڑی لائبریری بنائیں جس لائبریری میں دنیا کے تمام مذاہب کی کتب جمع کی جائیں۔ اگر ساری نہیں تو تمام مذاہب کی اہم کتب اور اسلام کی قریباً ساری کتب جمع کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ دنیا کے مذاہب کا مقابلہ ان کی کتب اور اپنی کتب کے مطالعہ سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ ہم جاہلوں کو تو موٹی موٹی باتوں کے ذریعہ سے سمجھا سکتے ہیں لیکن قوم کے علماء کو جب تک ہم ہر میدان میں اُن کے مذہب کی کمزوری اُن پر ثابت نہ کر دیں ان کے مذہب سے بدظن نہیں کر سکتے۔ اِسی طرح ہمارے مبلغ جو کام کرتے ہیں ہم اُن سے امید تو کرتے ہیں کہ وہ مخالف مذہب کی کتب کا مطالعہ کریں لیکن ایک انسان تبلیغ بھی کرے، تربیت کا کام بھی کرے، عبادت بھی کرے اور پھر ایسا مطالعہ بھی کرے کہ ہر مذہب کی کتب کا واقف ہو سکے یہ ناممکن بات ہے۔ اور اگر ہمارے مبلغین کا علمی مقام اتنا بلند نہ ہو کہ وہ ہر مذہب کے مقابلہ میں کامیاب طور پر کھڑے ہو سکیں تو ہماری تعلیم اور تبلیغ اتنی مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم پہلے تو ہر مذہب کے لٹریچر کو اپنے یہاں جمع کریں۔ اس کے لئے میرا اندازہ یہ ہے کہ تین لاکھ روپے کی ضرورت ہو گی جس سے عمارت تیار کی جائے گی۔ عمارت تیار کرنے کے بعد ہر مذہب کی کتابیں جمع کرنے کا کام ہے۔ جو لوگ کتابیں جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کتابیں جمع کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ میری اپنی چھوٹی سی لائبریری ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ بھی پچیس تیس ہزار کی ہو گی۔ اور وہ اِس وقت کامل لائبریری کا ہزارواں حصہ بھی نہیں بلکہ دس ہزارواں حصہ بھی نہیں۔ ہمیں ایک مکمل لائبریری کے لئے تین چار لاکھ جلدوں کی ضرورت ہے اور یہ تین چار لاکھ جلدیں پچاس ساٹھ لاکھ روپے میں خریدی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر ابتدا میں ساری کتب نہ خریدیں بلکہ اہم کتب جمع

کی جائیں تو میرے خیال میں ابتدائی کام کے لئے پانچ لاکھ خرچ کرنا ہو گا۔ کیونکہ شروع میں ہی یہ کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ پانچ لاکھ روپے کی رقم سے تمام مذاہب کی اہم کتابیں خرید کر لائبریری کی ابتدا کی جا سکتی ہے۔ تین لاکھ کی بلڈنگ اور پانچ لاکھ کی کتابیں یہ آٹھ لاکھ بنا۔ آٹھ لاکھ یہ اور آٹھ لاکھ ہال کے لئے یہ سولہ لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ یوں تو لائبریری پڑھنے ہی کے لئے ہوتی ہے لیکن ہماری غرض چونکہ یہ ہو گی کہ اسلام کی تبلیغ کو ساری دنیا میں پھیلائیں اس لئے ساری دنیا میں تبلیغ پھیلانے کے لئے ضروری ہو گا کہ ہم ایسے آدمی تیار کریں جو ہر زبان جاننے والے ہوں۔ یا اگر ہر ایک زبان نہیں تو نہایت اہم زبانیں جاننے والے ہوں جن زبانوں میں ان مذاہب کی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یونانی ہے، عبرانی ہے تا کہ عیسائیت اور یہودیت کا لٹریچر پڑھ سکیں اور عربی جاننے والے بھی ہوں تا کہ اسلام کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ فارسی جاننے والے بھی ہوں تا کہ اسلام کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ سنسکرت اور تامل زبان جاننے والے بھی ہوں تا کہ ہندو اور ڈریوڈینز 3 (Dravidians) کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ پالی زبان جاننے والے بھی ہوں تا کہ بدھوں کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ چینی زبان جاننے والے ہوں تا کہ کنفیوشس کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ اور پہلوی زبان جاننے والے بھی ہوں تا کہ زرتشتیوں کا لٹریچر پڑھ سکیں۔ اسی طرح پرانی دو تہذیبیں ایسی ہیں کہ گو اَب وہ تہذیبیں مٹ چکی ہیں لیکن اُن کا لٹریچر ملتا ہے۔ اُن میں سے ایک پرانی تہذیب بغداد میں تھی اور ایک مصر میں تھی۔ ان کا لٹریچر پڑھنے کے لئے بابلی زبان اور ببلیو گرافی (Bibliography) جاننے والے چاہئیں تا کہ ان کے لٹریچر کو پڑھ کر اسلام کی تائید میں جو حوالے مل سکیں ان کو جمع کریں۔ اور ان کے ذریعہ اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں ان حملوں کا جواب دے سکیں۔ جب تک ہم یہ کام نہیں کرتے ہم دشمن کا اُس کے ہی تجویز کردہ میدان میں مقابلہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

مقابلے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اجمالی مقابلہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معجزات، نشانات اور دعا کے ذریعہ کیا۔ لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ان معجزات اور نشانات کی طرف رُخ نہیں کرتا بلکہ وہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ دوسری چیزوں اور دوسرے علوم کے ذریعہ اسے قائل کیا جائے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے "مسیح ہندوستان میں" لکھ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اس کتاب میں آپ نے معجزات یا نشانات پیش کر کے دشمن کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ ان کا مقابلہ تاریخی حوالوں کو پیش کر کے کیا گیا ہے۔ اور آپ نے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ کشمیر میں آئے اور یہاں آکر فوت ہوئے۔ یہیں ان کی قبر ہے۔ اسی طرح "ست بچن" ہے۔ اس کی بنیاد بھی دعا یا معجزات اور الہامات پر نہیں ہے بلکہ سکھ لٹریچر سے ہی ثابت کیا گیا ہے کہ بابا نانک مسلمان تھے۔ تو "مسیح ہندوستان میں" یا "ست بچن" میں جو باتیں ثابت کی گئی ہیں ان باتوں کے ثابت کرنے سے آپ کی یہی غرض تھی کہ آپ جانتے تھے کہ ایک طبقہ بنی نوع انسان کا ایسا بھی ہے جو دعا اور معجزات وغیرہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ اُن علوم کے ذریعہ قائل ہونا چاہتا ہے جس کو وہ علوم سمجھتا ہے۔

پس ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ ہم اس قسم کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے والے لوگ پیدا کریں اور اُن کو اِس کام کے لئے وقف کریں کہ وہ لائبریری میں بیٹھ کر کتابیں پڑھیں اور معلومات جمع کر کے مدوّن صورت میں مبلغوں کو دیں تا وہ انہیں استعمال کریں۔ اسی طرح وہ اہم مسائل کے متعلق تصنیفات تیار کریں۔ اگر ان لوگوں کی رہائش اور گزارہ کے لئے دولاکھ روپیہ وقف کریں تو یہ اٹھارہ لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ پھر ان کی کتب کو شائع کرنے کے لئے ایک مطبع کی ضرورت ہے جس کے لئے ادنیٰ اندازہ دولاکھ کا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ لاکھ روپیہ اندازاً اس بات کے لئے چاہئے کہ جو تصنیفات وہ تیار کریں اُن کو شائع کیا جائے۔ اور پھر ایسا انتظام کیا جائے کہ نفع کے ساتھ وہ سرمایہ واپس آتا جائے اور دار المصنفین کا گزارہ اس کی آمد پر ہو۔ یہ وہ صحیح طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے ہم علمی دنیا میں ہیجان پیدا کر سکتے ہیں اور اس کام کے لئے پچیس لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ اِس وقت مَیں تحریک نہیں کر رہا میں صرف باہر کے لوگوں کو بتا رہا ہوں کہ یہ ایک بڑا وسیع میدان ہمارے سامنے ہے جس کی طرف ہم نے آہستہ آہستہ قدم اٹھانا ہے۔ اس لئے جماعت کا کوئی فرد یہ خیال نہ کرے کہ جو لوگ ہال کے چندہ میں نہیں آسکے اُن پر کوئی ذمہ واری نہیں یا ان کے لئے ثواب حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ ابھی ثواب کا موقع پڑا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے آٹھ لاکھ روپیہ تو ہال کی ادنیٰ سے ادنیٰ عمارت کے لئے چاہیے۔ اس لئے بیرونی دوستوں کے لئے بھی بڑا موقع ہے کہ وہ بڑھ بڑھ کر

حصہ لیں اور ثواب حاصل کریں۔ ابھی پانچ سال کا عرصہ پڑا ہے۔ خدا نے چاہا تو اِس عرصہ میں جماعت بھی بڑھ جائے گی اور اموال بھی بڑھ جائیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہو تو پانچ سال میں اور اگر خدا تعالیٰ کا منشاء اِس کو لمبا کرنے کا ہو تو اِس سے زیادہ عرصہ میں ہم اس پچیس لاکھ روپیہ والی سکیم کو مکمل کر سکتے ہیں۔ ورنہ خالی زمین میں کرسیاں بچھا دینے سے دنیا ہنسے گی کہ تم نے آٹھ لاکھ روپیہ یونہی خرچ کر دیا۔ پس ہم آٹھ لاکھ روپیہ کو یونہی خرچ کرنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے ساتھ سترہ لاکھ روپیہ اَور لگانا چاہتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ ہم ساری دنیا کو ہلا سکیں اور علمی دنیا میں ہیجان پیدا کر سکیں۔ اور چین، جاپان، فرانس، اٹلی، سپین، جرمنی، روس، امریکہ، انگلستان، شام، فلسطین، ترکی، ایران، افغانستان کے لوگوں کو یہ کتابیں پڑھ کر خود بخود تحریک ہو کہ اس جلسہ گاہ میں چل کر ان کتابوں کے لکھنے والے لوگوں کے خیالات اور اسلام کی خوبیاں اپنے کانوں سے سنیں۔ پس ہم نے ایک لاکھ آدمی کے لئے ہال بنا کر اس کو غیر مذاہب کے آدمیوں سے بھر دینے کا سامان نہیں کرنا ورنہ اس ہال کی ایک ایک اینٹ ہم کو بد دعائیں دے گی کہ ہال بنا کر بغیر کام کے اسے خالی چھوڑ دیا۔ پس یہ مت سمجھو کہ ہم نے صرف یہ ہال بنانا ہے۔ بلکہ ہم نے اس ہال کو غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں سے پُر کرنے کے سامان بھی کرنے ہیں۔ اور ایک ایسا علمی میدانِ جنگ تیار کرنا ہے جس کے ذریعہ سے دنیا کی چاروں اطراف سے لوگ کھنچے چلے آئیں اور اس ہال میں بیٹھ کر ہماری باتیں سنیں۔ پس ہم نے صرف ہال ہی نہیں بنانا بلکہ ہال کو آباد کرنے کے سامان بھی مہیا کرنے ہیں۔ لوگ کہیں گے کہاں سے؟ اور کس طرح؟ میں کہتا ہوں جس طرح ہمارے تمام کام پہلے ہوئے اُسی طرح انشاء اللہ یہ بھی ہو گا۔ دنیا باتیں بناتی ہی رہے گی اور ہم اپنے کام کرتے ہی چلے جائیں گے۔"

(الفضل مورخہ یکم مئی 1945ء)

1: ایمفی تھیٹر: (Amphitheatre)(قدیم رومی) مُدوَّر تماشہ گاہ

2: گَیلیاں: گَیلی کی جمع: تنے کی کاٹی ہوئی گول لکڑی جس سے شہتیر نکلتے ہیں۔

3: ڈریوڈینز: (Dravidians) (i) جنوبی ہندوستان اور سری لنکا کے قدیم باشندوں کی زبان (ii) آسٹریلیا کے ابتدائی سیاہ فام باشندوں کی زبان